OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

امام شافعیؒ کی کتاب ”الأم“ کا تفصیلی تعارف، خصوصیات اور مابعد اسلامی لٹریچر پر اس کے اثرات کا جائزہ

A detailed introduction of Imam Shafi's book "Al Umm", its characteristics and review of its impact on post-Islamic literature

Saifur Rahman
Ph.D Research Scholar, Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar
hafizsaif44@gmail.com
Prof. Dr. Rashid Ahmad
Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar
rashiddir@hotmail.com

Abstract

Muhammad Ibn-i-Idrees al-Shafi'i is a famous Imam Mujtahid, Jurist and Muhaddith of the second century AH. Among the four schools of thought of Ahl-i- Sunnah wa'l Jama'ah, Shafi'i is the Imam and founder of his own school of thought. Just as his book Al-Risalah has the status of the first book and the primary source in the principles of jurisprudence, like that his book Al-Umm has the status of the primary source in the field of jurisprudence. The Shafi'i school of jurisprudence is based on this book. And complete jurisprudence has been compiled on the basis of this book. Imam Shafi'i wrote this book in his last years, when he was living in Egypt. In Egypt he not only re-arranged Al-Risalah, but also revised most of the issues of his jurisprudence and compiled a collection of them in the form of Kitab al-Umm. This book was dictated by him to his students and it is through them that it is Available in front of us today. The four-volume book Al-Umm also discusses a special chapter of jurisprudence, international Islamic War Law. For this reason, it is also used in the formulation of international law. In the following article, we will try to introduce the Kitab Al-Umm and comment on its approach, as well as examine its effects on later literature.

Keywords: *Mujtahid, Jurist, Muhaddith, Kitab al-Umm, Al-Risalah, International Islamic War Law.*

CC BY

تمہید:

اسلامی دینیاتی ادب کے اولین مدونین اور ان کے مساعی کو ہر دور میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ جن شخصیات نے اسلامی علوم کی تدوین و ترویج کے ابتدائی دور میں کارہائے نمایاں انجام دیئے، ان میں امام محمد بن ادریس الشافعیؒ کا نام اہمیت اور وقعت کا حامل ہے۔ امام شافعیؒ نہ صرف ایک فقہ کے امام ہے بلکہ فقہ اور اصول فقہ کی تاسیس میں ان کا بہت اہم کردار ہے۔ ان کی کتابوں کو امہات کتب اور مصادر کی حیثیت حاصل ہے۔

امام شافعیؒ کی فقہ اور اصول فقہ کا تعارف اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ اہل سنت والجماعت کے ایک خاص مکتب فکر کے بانی مبانی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی کتاب الرسالہ کو اصول فقہ میں اولین کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے تو دوسری جانب ان کی کتاب الام جو فقہ کے مسائل پر ہے عربیت اور ادبیت کا ایک شاہکار ہے۔ علاوہ ازیں حربی قوانین و مسائل کا بنیادی مصدر بھی ہے۔

دنیا کی دو عظیم جنگوں کے بعد کی صورتحال یہ ہے کہ مغربی اقوام کی جانب سے پوری دنیا میں جنگی اخلاقیات اور جنگی اصول وضوابط اور قوانین کا مسئلہ زور وشور کے ساتھ پیش کیا گیا۔ مغرب کے یہاں اس جہت پر کام کا آغاز بیسویں صدی کے نصف اول کے آخر میں اس پر کام شروع ہوا۔ جبکہ مغربی اقوام کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ آٹھویں صدی ہجری میں ان ہی کے یہاں ایک قانون دان گروتیئس نے دنیا کے سامنے جنگی قوانین متعارف کرائے تھے۔ حالانکہ ان کا یہ دعویٰ باطل ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کے سامنے بھی یہ بھی کھلی کہ جنگی اخلاقیات اور قوانین پر سب سے پہلے مسلمان علماء اور قانون دانوں نے لکھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں دوسری صدی ہجری کے دو نامور قانون دان محمد بن الحسن الشیبانیؒ نے "السیر الکبیر" اور محمد بن ادریس الشافعیؒ نے "الام" کی صورت میں اس موضوع پر کافی مستند اور وقیع کام انجام دیا تھا۔

زیر نظر مضمون میں ثانی الذکر شخصیت یعنی امام شافعیؒ کی کتاب "الام" کا تعارف اور منہج اور مابعد کے لٹریچر پر آثرات کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

موضوع کی اہمیت

موضوع کی اہمیت ایک لحاظ سے اس طرح ہے کہ جس طرح امام شافعیؒ کو آئمہ فقہاء میں ایک خاص مقام حاصل ہے اسی طرح ان کی کتاب الام کو بھی فقہ کی کتابوں میں اہمیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ خود احناف علماء وفقہاء بھی اس کتاب سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ اردو زبان میں کتاب الام کا جامع اور تفصیلی تبصرہ پیش کرنا بہت ضروری تھا کہ لوگ امام شافعیؒ کی اس وقیع کتاب کے تعارف سے واقف ہوسکے۔ دوسری جانب موجودہ دور کی سیاسی صورتحال چونکہ اس طرح ترتیب ہوتی جارہی ہے کہ پوری دنیا اگر ایک طرف عالمی گاؤں یعنی گلوبلائزیشن کی شکل اختیار کرچکی ہے تو دوسری

جانب ہر طرف دہشت گردانہ عوامل بھی بر سرِ پیکار ہیں۔ اور اس ساری صورتحال میں اسلام کو ظالم اور موردالزام ٹھہرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دوسری جانب اہل مغرب کے زعم کے مطابق اس چار دانگ عالم کے مخدوش حالات سے نمٹنے اور دنیا میں امن قائم کرنے کا حل صرف ان کے پاس ہی ہے۔ چنانچہ اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی ادارہ سلامتی کونسل کا قیام، جنیوا معاہدات اور اسی طرح ہیگ کنونشن کی صورت میں دنیا میں امن کے قیام اور تصادم کے انسداد کی ناکام کوشش کو اصل کارنامہ قرار دیا جارہا ہے اور بین الاقوامی جنگی قوانین کے باب میں مسلمانوں کی تعلیمات کو نظرانداز یا غلط تعبیر کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔

چنانچہ اس ضمن میں یہ بات ضروری ہے کہ ہم بین الاقوامی قوانین پر مسلمانوں کے گرنقدر کاموں کو سامنے لائے، اس لئے کتاب الام کا تعارف پیش کرنا اہمیت کا حامل ہوگا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

امام شافعیؒ کے مناقب، فضائل اور حالات پر متعدد اہل علم نے کام کیا ہے اور بڑی ضخیم کتابیں ترتیب دی ہیں۔ اسی طرح امام شافعیؒ کی فقہ، اصول، احادیث و رجال میں خدمات پر بھی کام کیا گیا۔ اس ضمن میں درج ذیل تحقیقی و تصنیفی کام قابل ذکر ہیں۔

۱۔ الشافعیؒ حیاتہ وعصرہ۔ آراؤہ وفقہہ

یہ کتاب محمد ابو زہرہ کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے امام شافعیؒ کی حیات اور زمانہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فقہ شافعی اور امام شافعیؒ کی فقہ میں آراء پر بھی سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔

۲۔ فقہ شافعی، تاریخ وتعارف

مفتی محمد سراج الدین قاسمی کی تصنیف ہے۔ اس میں انہوں نے بھی امام شافعیؒ کی فقہ ان کا تعارف اور تاریخ پر تبصرہ کیا ہے۔

۳۔ الامام الشافعیؒ حیاتہ وفقہہ

یہ بکر محمد ابراہیم کی تصنیف ہے۔ یہ بھی اسی درج بالا موضوع پر ہے۔

۴۔ منہج الامام الشافعی فی نقد الاحادیث

ناریمان بنت حسن بن علی کی ماجستیر کا مقالہ ہے جسے انہوں نے جامعۃ الاسلامیۃ غزہ کی کلیۃ اصول الدین میں پیش کیا۔

۵۔ منہج الامام الشافعی فی اصول الفقہ

ماجستیر کا مقالہ ہے جو عبداللہ بن علی نے 1420ھ میں کلیۃ الشریعۃ والدراسات، جامعۃ ام القری،

سعودی عربیبہ میں پیش کیا تھا۔

ان کے علاوہ بھی کئی مضامین اور آرٹیکل امام شافعیؒ کی فقہ، اصول فقہ اور منہج کے بارے میں مختلف مجلات میں شائع ہوئیں ہیں۔ تاہم امام شافعیؒ کی کتاب الام، تعارف، منہج اور اس کے اثرات کے بارے میں کوئی تحقیقی کام ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ خاص کر اُردو زبان میں آج تک اس موضوع پر کوئی کام نہیں ہوا۔

امام شافعیؒ کا نام اور سلسلہ نسب

امام شافعیؒ (م۔204ھ) کا پورا نام محمد بن ادریس الشافعی ہے۔ سلسلہ نسب محمد ابن ادریس بن العباس بن عثمان ابن شافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن ھاشم بن المطلب بن عبد مناف ہے۔ خالص قریشی و ہاشمی ہونے کے ناطے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آباواجداد کے لحاظ سے نسب میں مشترک تھے۔ آپ کی والدہ قبیلہ ازد سے تعلق رکھتی تھیں۔ سن اور جائے پیدائش کے بارے میں خود بیان فرماتے ہیں کہ غزہ (فلسطین)[1] میں 150 ھ میں پیدائش ہوئی دو سال کی عمر میں والدہ مکہ لے آئیں۔ جبکہ ایک اور روایت میں انہی کی زبانی آپکی پیدائش عسقلان[2] (فلسطین) میں ہوئی۔ بعد ازاں مکہ سے بغداد اور آخر عمر میں بغداد سے مکہ مکرمہ اور پھر وہاں سے مصر تشریف لے گئے جہاں آپ مرجع خلائق تھے اور کثیر لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ سن 204 ہجری کو 54 سال کی عمر میں مصر ہی میں آپ کی وفات ہوئی[3]۔

عہد اور "الاُم" کا زمانہ تصنیف

امام شافعیؒ کی پیدائش بنو عباس کے دور خلافت میں ہوئی۔ اس وقت بنو عباس کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور[4] تخت نشین تھے۔ جس کی دور حکومت 136 ھ تا 158 ھ قائم رہی۔ امام شافعیؒ نے ابوالعباس سفاح (132ھ تا 136ھ) کے علاوہ مابعد کے چھ عباسی خلفاء ابو جعفر المنصور، محمد المہدی، موسیٰ الہادی، ہارون الرشید، امین الرشید اور مامون الرشید کا دور دیکھا اور ان میں سے آخری خلیفہ المامون (198ھ تا 218ھ) کے دور میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات سن 204ھ میں ہوئی[5]۔ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام شافعی کی پیدائش اس وقت ہوئی جس وقت امام ابو حنیفہؒ کا انتقال ہوا، یعنی آپ 150 ہجری میں امام ابو حنیفہؒ وفات پا گئے اور یہی امام شافعیؒ کی پیدائش کا سال ہے[6]۔

امام شافعیؒ اپنے وطن فلسطین سے والدہ کی ہمراہ مکہ تشریف لائے تھے، اس وقت آپؒ کی عمر دو سال تھی۔ والدہ کی غرض یہی تھی کہ یہاں آکر ان کا بیٹا دینی علوم سے فیضیاب ہو سکے۔ مکی دورِ قیام میں انہوں نے قرآن، تفسیر، فلسفہ پڑھا اور کچھ وقت کے لئے علم فلکیات سے بھی شغل رہا[7]۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کے اندر امام مالکؒ کا حلقۂ درس کافی شہرت کا حامل تھا، چنانچہ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے یہاں حدیث حاصل کرنے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ یہ 170ھ کا زمانہ تھا اور امام شافعیؒ کی عمر اس وقت تیرہ سال تھی۔ تقریباً دس سال تک امام مالک سے ان کی مؤطا کی سماعت کرتے رہے تاآنکہ امام

مالکؒ 179ھ میں رحلت فرما گئے۔ بعد ازاں آپ یمن تشریف لے گئے جہاں آپ نجران[8] کے قاضی کے طور پر تعینات کئے گئے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ نے یمن کے اہل علم سے استفادہ بھی کیا[9]۔ یمن[10] میں آپ اہل تشیع کی حمایت میں مورد الزام ٹھہرا کر مع کثیر تعداد میں دیگر لوگوں کے گرفتار کر کے رقہ[11] (عراق) ہارون الرشید کے پاس بھجوائے گئے، تاہم ان پر یہ الزام ثابت نہ ہو سکا اسلئے عزت واکرام کے ساتھ بری کر دیئے گئے۔ رہائی کے بعد آپ عراق ہی میں مقیم رہے۔ یہاں ان دنوں امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کا حلقہ درس بہت مشہور تھا۔امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے بھی استفادہ کیا، جو اس وقت رقہ کے قاضی بھی تھے۔امام شافعیؒ خود بیان فرماتے ہیں کہ یہاں میں نے امام محمدؒ سے اونٹ کے بوجھ جتنے کتب نقل کئے[12]۔

جس زمانہ میں امام شافعیؒ عراق[13] تشریف لائے اس زمانہ میں امام محمدؒ المبسوط مدون کر چکے تھے۔ چنانچہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے دیگر فقہی کتب کے علاوہ المبسوط بھی حاصل کیا اور بتایا جاتا ہے کہ امام شافعیؒ نے اسے حفظ کر لیا تھا۔ اسی کو بنیاد بنا کر بعد میں انہوں نے کتاب الام کو تصنیف کیا[14]۔ انہی کتابوں کی بنیاد پر امام شافعیؒ کی فقہی نظر نے پروان چڑھایا اور بعد ازاں انہوں نے خود اپنا جداگانہ فقہی مکتب فکر پیش کیا۔

امام شافعیؒ عراق میں دو سال قیام کے بعد مکہ مکرمہ واپس چلے آئے اور یہاں تقریباً نو سال قیام پذیر رہے۔ یہاں انہوں نے اپنا حلقۂ درس قائم کیا جو مالکی اور حنفی طرز فکر کا امتزاج اور رنگ لئے ہوئے تھا[15]۔ یہاں طویل قیام کے بعد 198 میں آپ مصر[16] تشریف لے گئے۔اس زمانہ میں امام شافعیؒ ایک معروف علمی شخصیت کے طور پر لوگوں میں پہچانے گئے تھے[17]۔ حالات کی ناسازی اور حکومتی حلقوں میں سیاسی چپقلش کی وجہ سے وہ عارضی طور پر واپس مکہ چلے گئے اور وہاں سے 200ھ میں مصر دوبارہ تشریف لائے۔ امام شافعیؒ اس زمانہ میں علمی پختگی اور اعلیٰ مقام پر فائز ہو چکے تھے۔ مصر میں قیام کے دوران آپ کی علمی سرگرمیاں آب وتاب پر تھی۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ آپ نے اپنی کتاب الرسالہ کی از سر نو ترتیب پر کام کیا اور اپنی مشہور زمانہ کتاب "الأم" بھی تصنیف کی[18]۔ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ مصر میں مسجد کے ستون کے ساتھ تکیہ لگا کر کتابوں کی تصنیف وتالیف میں مصروف رہتے تھے، حالانکہ آپ اکثر بیمار بھی رہتے۔ امام شافعی کے شاگرد الربیع فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے مصر میں چار سال قیام کیا اور ان چار سالوں میں انہوں نے اپنے شاگردوں کو ڈیڑھ ہزار اوراق املاء کرائی۔ اس کے علاوہ دو ہزار اوراق میں کتاب الأم لکھی اور حال یہ تھی کہ اس وقت وہ اکثر بیماری کی تکلیف میں رہتے تھے[19]۔ مصر میں اس قیام کے چار سال بعد آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی اور سن 204ھ کو آپ وفات پا گئے[20]۔

کتاب "الأم" کی وجہ تالیف

حضرت شاہ ولی اللہؒ[21] فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں امام شافعیؒ اپنی کتابوں کو مرتب فرما رہے تھے، اس وقت تک امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کی فقہ مدون ہو چکا تھا۔ امام شافعیؒ نے ان دونوں مکتبہ فکر سے استفادہ کیا تھا۔ امام مالکؒ اور امام محمد بن الحسن کے ساتھ کافی عرصہ رہنے کے بعد ان دونوں مکاتب فکر کے طرز استدلال اور طرز فکر کو کافی قریب سے مطالعہ کر چکے

تھے، چنانچہ بعض جہات پر ان دونوں ائمہ سے امام شافعیؒ کو اختلاف تھا۔ جس وقت آپؒ اپنی کتابیں مدون اور مرتب اور ان میں سے بعض پر نظر ثانی (جیسے الرسالہ) فرمارہے تھے، اسی زمانہ میں کتاب الام آپ نے تصنیف کی، چنانچہ وہ اسباب اور نظائر جن کے بارے میں امام شافعیؒ کو مذکورہ الصدر آئمہ کے آراء سے اختلاف تھا، ان کی طرف کتاب الام کے اوائل میں اشارہ کیا گیا ہیں[22]۔

شاہ ولی اللہؒ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ اپنی آخری عمر میں اپنی جداگانہ اور مجتہدانہ آراء کو الگ کتابی شکل میں منصۂ شہود پر لانا چاہتے تھے، اس بنا پر انہوں نے کتاب الأم کو مدون کرنے کا فیصلہ کیا۔

امام بیہقیؒ نے یہ قول پیش کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے ابتداء میں مختلف مسائل میں جو آراء پیش کئے تھے، علمی اسفار اور احادیث و آثار کے عمیق علم کے بعد ان میں سے اکثر اقوال و آراء سے رجوع فرما کر ان مسائل کو از سرِ نو مرتب کیا تھا[23]۔ یہی جدید آراء کتاب الام کی شکل میں آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔

جبکہ ابوزہرہ مصری نے امام شافعیؒ کے کتاب الام کے بارے میں یہ رائے پیش کی ہے کہ بغداد میں قیام کے دوران امام شافعیؒ نے ایک ضخیم کتاب الحجۃ کے نام سے ترتیب دی تھی۔ امام شافعیؒ کے شاگرد ملا کاتب چلپسی فرماتے ہیں کہ یہ کتاب امام شافعیؒ کے قدیمی آراء پر مشتمل ہے۔ جبکہ ابن الندیمؒ نے امام شافعیؒ کی ایک اور کتاب المبسوط کا تذکرہ بھی کیا ہے جو ان کے ایک اور شاگرد زعفرانی سے روایت ہے۔ ابوزہرہ فرماتے ہیں کہ کافی غور و حوض کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ الحجۃ اور المبسوط میں جو آراء اور اقوال امام شافعیؒ نے پیش کئے تھے، مصر کے قیام کے دوران ان دونوں کتب کے جملہ مسائل پر از سرِ نو جائزہ لے کر ان کو ضروری تغیر و تبدل کے بعد ایک نئی شکل میں کتاب الام کے نام سے مدون کیا گیا تھا[24]۔

کتاب ''الأم'' کا مولف، ایک متبادل رائے پر ناقدانہ تبصرہ

کتاب الام کے بارے میں ایک سوال یہ گردش پا رہی ہے کہ آیا کتاب الام کو امام شافعیؒ نے بذاتِ خود تصنیف کیا تھا یا یہ کہ اس کے مسائل کو انہوں نے اپنے تلامیذ کو املاء کرا کر لکھوائی تھی جنہوں نے بعد میں اپنی ذوق اور طرز تحریر اور کمی و بیشی کے ساتھ اسے الام کی شکل میں تدوین کیا۔ یا یہ کہ اس کتاب کو امام شافعیؒ کے شاگردوں نے ان کی فقہی آراء و اقوال کی روشنی میں مرتب کیا تھا۔ بعض اہل علم جس کے سرخیل ڈاکٹر زکی مبارک ہے، نے یہ خیال پیش کیا ہے کہ الأم امام شافعیؒ کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ ان کے ایک شاگرد البویطی[25] کی کتاب ہے جس کو امام شافعیؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے[26]۔ ڈاکٹر زکی مبارک نے یہ خیال احیاء العلوم میں امام غزالیؒ (م۔505ھ) کے قول سے لیا ہے جس میں انہوں نے بیان فرمایا ہے کہ الام امام شافعیؒ کے شاگرد البویطی نے لکھی تھی، انہوں نے اپنے نام کی تشہیر نہیں کی، بعد میں ربیع بن سلیمان نے اس میں کچھ تصرفات کئے، جس کی وجہ سے اب یہ کتاب امام شافعیؒ کی طرف منسوب کی جاتی ہے[27]۔ جبکہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں یہ قول ابو طالب مکیؒ (م۔386ھ) کی کتاب قوت القلوب سے نقل کیا ہے۔[28]

علمی حلقوں میں یہ سوال کیوں کر پیدا ہوا؟ اس کی توجیہہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ اس کتاب کی طرز تحریر زیادہ تر مکالماتی صورت میں ہے۔ جو سوال اور جواب کی شکل میں مسائل اور اس کے متعلقات کو پیش کرتا ہے۔ اس لئے یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ چونکہ یہ طرز تحریر عام طور پر امام شافعیؒ کی کتابوں میں نہیں ملتا، اس لئے یہ ان کے شاگردوں نے مدون کی ہوگی۔ تاہم جمہور اہل علم اس خیال کو مسترد کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے علامہ ابن حجرؒ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ امام شافعیؒ کے شاگرد ربیع بن سلیمان خود فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے مصر میں چار سالہ قیام کے دوران دو ہزار اوراق پر مشتمل یہ کتاب الام لکھی تھی۔ اس لئے زکی مبارک کا یہ خیال لغو ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جمہور اہل علم نے اس خیال کو یکسر ردّ کیا ہے۔

علامہ احمد شاکر امام شافعیؒ کی ایک اور کتاب الرسالہ (جو اصول فقہ پر اولین کتاب ہے) پر تحقیق میں لکھتے ہیں، امام شافعیؒ نے کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف کیں ہیں۔ ان میں سے بعض کتابیں خود اپنے ہاتھ سے لکھی، بعض شاگردوں کو املاء بھی کرائی۔ ان کتابوں میں سے زیادہ تر اب مفقود ہیں۔ یہ کتابیں کچھ مکہ میں کچھ عراق و بغداد میں اور کچھ مصر میں تالیف کی گئی تھی۔ علمی حلقوں میں آج کل جو کتابیں امام شافعیؒ کی مروج ہیں وہ زیادہ تر مصر میں قیام کے دوران لکھنے والی کتابیں ہیں۔ انہی میں سے کتاب الام بھی ہے[29]۔

علامہ ابو زہرۃ امام شافعی پر لکھی گئی کتاب میں فرماتے ہیں کہ الام امام شافعیؒ کی کتاب ہے یہ کتاب انہوں نے بذات خود لکھی اور پھر اسی سے اپنے شاگردوں کو املاء بھی کرائی۔ اس زمانہ میں اسی طرح کتابیں لکھی اور املاء بھی کرائی جاتی تھی۔ اس کتاب کو بعد میں ان کے شاگردوں البویطی اور الربیع بن سلیمان نے نقل کیا۔ اور یہ جو امام غزالیؒ کی کتاب احیاء العلوم سے قول نقل کر کے حوالہ دیا جاتا ہے کہ امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب امام شافعیؒ کے شاگرد البویطی کی تصنیف ہے، قابل اعتبار قول اس لئے نہیں ہے کہ امام غزالیؒ کی کتاب میں جہاں احادیث پر موضوع اور ضعیف کا حکم لگایا جاتا رہا ہے، تو احادیث کے علاوہ امام غزالیؒ سے منسوب اقوال کی صحت کی نوعیت کیا ہوگی[30]۔

امام غزالیؒ[31] کے علاوہ کوئی بھی اس قول کی تائید نہیں کرتا، ماسوائے امام غزالی کی اتباع میں بعض قلیل افرد، جن کی رائے احیائے علوم کی اس عبارت سے وجود میں آئی جس کا اوپر ذکر ہوا۔ ان معدودے چند افراد کے علاوہ تمام امت اس بات پر متفق ہیں کہ الام کو امام شافعیؒ کے شاگرد رشید ربیع بن سلیمان المرادی نے ان ان کی زندگی ہی میں اپنے شیخ سے اخذ کیا اور اس کو روایت کرنے اور نقل کرنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ ربیع بن سلیمان امام شافعیؒ کی وفات کے بعد کتاب الام کا درس دیتے اور اسے لوگوں میں روایت کرتے تھے۔

کتاب ''الأم'' کے مطبوعہ نسخے

اس وقت کتاب الام کا جو جدید نسخہ مروج ہے وہ دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت کی جانب سے 1410ھ بمطابق 1990ء شائع کیا گیا ہے۔ آٹھ جلدوں پر مشتمل یہ نسخہ متداول اور مروج ہے، جس میں ایک مختصر مقدمہ اور امام

شافعیؒ کے حالات پر جامع تبصرہ بھی موجود ہے۔ کل ملا کر اس نسخہ کے تقریباً 2160 صفحات بنتے ہیں۔ اس نسخہ کے علاوہ ایک اور نسخہ بھی متداول ہے جو ایک ہی جلد میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ بیت الافکار الدولیۃ اردن کی جانب سے طبع سے آراستہ کیا گیا ہے۔ ایک مختصر مقدمہ اور امام شافعیؒ کے مختصر حالات پر مشتمل یہ ایک جلد کا نسخہ 2006 صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کے علاوہ ایک نسخہ مطبعۃ الامیریۃ، بولاق کا بھی ہے جو 1321ھ کو مصر میں شائع ہوا[32]۔ ایک نسخہ مشہورہ دارالمعرفہ بیروت والوں نے شائع کیا ہے، جو 1410ھ بمطابق 1990ء شائع ہوا۔ دارالوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع مصر ، والوں نے بھی دوکتور رفعت فوزی عبدالمطلب کی تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ایک نسخہ مکتبۃ الکلیات الازھریۃ، مصر میں شائع ہوا۔ یہ نسخہ چار جلدوں میں طبع ہوا[33]۔ دارالشعب مصر کا نسخہ، دارالکتب العلمیہ کا نسخہ اور علاوہ ازیں دار قتیبہ سوریا کا نسخہ جو احمد بدرالدین کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا۔ اس کے علاوہ دارالحدیث قاہرہ والوں نے بھی اسے نو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ دارارقم بن ابی الارقم للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت والوں نے اس کا ایک نسخہ شائع کیا ہے جو مختصر کتاب الام فی الفقہ کے نام سے ہے۔ اس کا اختصار و تحقیق و تعلیق جامعۃ الازھر کے ایک محقق حسین عبدالحمید نیل نے کی ہے۔ تقریباً 800 صفحات پر یہ مشتمل ہے۔

کتاب الام کو دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر انڈونیشیا اور ملائیشیا کے اندر کتاب الام کو اہل علم نے انڈونیشیائی اور مالی زبانوں میں ترجمہ کر کے اہل وطن کے لئے کتب کے ذخیرہ میں ایک اہم، نادر اور وقیع اضافہ کیا ہے۔

کتاب ''الام'' کا موضوع

اگرچہ بنیادی طور پر تو کتاب الام کا موضوع فقہ اور اس سے متعلق مسائل اور ان کی جزئیات و تفصیلات ہے، تاہم اس کے علاوہ کتاب الام میں دیگر موضوعات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہیں۔ مثال کے طور پر فقہ کے علاوہ اصول فقہ کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ الرسالۃ کے بعض مباحث اور جماع العلم جیسے مشمولات بطور مثال دیکھے جا سکتے ہیں[34]۔ علم مصطلح الحدیث کے بعض مباحث کو بھی کتاب الام میں بیان کیا گیا ہیں۔ جیسا کہ بیان مراتب الاحادیث اور ان کا حکم زیر بحث لا کر تبصرہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں فقہ مقارنہ بھی کتاب الام کے مشمولات میں داخل ہیں جیسے کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے مابین اختلاف کا ذکر، امام ابو حنیفہؒ اور امام ابن ابی لیلیٰؒ کے مابین اختلاف کا بیان اور امام محمد بن الحسنؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف بعنوان الرد علی محمد بن الحسنؒ وغیرہ۔[35]

کتاب ''الام'' کے مشمولات

کتاب الام کی ابتداء امام شافعیؒ نے کتاب الطہارۃ سے کیا ہے، یہ طریقہ بعد کے اکثر فقہاء اور محدثین کے یہاں بھی رائج رہا کہ اپنی کتب کی ابتداء طہارت کے مسائل پر بحث سے کرتے ہیں۔

کتاب الام کے ابواب کی تفصیل یہ ہے۔

کتاب الطہارۃ، کتاب الصلاۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوۃ، کتاب الصیام الصغیر، کتاب الاعتکاف، کتاب الحج، کتاب الضحایا، کتاب الصید والذبائح، کتاب الأطعمۃ، کتاب النذور، کتاب البیوع، کتاب الرھن الکبیر والصغیر، کتاب الصلح، کتاب الحوالہ، باب الضمان، باب الشرکۃ، باب الوکالۃ، باب العاریۃ، کتاب العضب، کتاب الشفعۃ، کتاب المساقات، باب المزارعۃ، کتاب الاجارۃ وکراء الارض، کتاب احیاء الموات، کتاب الھبۃ، باب فی العمری من کتاب اختلاف مالک والشافعی، کتاب اللقطۃ الصغیرۃ، اللقطۃ الکبیرۃ، کتاب اللقیط، کتاب الفرائض، کتاب الوصایا، کتاب قسم الفیئ، کتاب الجھاد والجزیۃ، کتاب قتال اھل البغی واھل الردۃ، کتاب اللعان، کتاب الحدود وصفۃ النفی، کتاب الأقضیۃ، کتاب ابطال الاستحسان، کتاب الرد علی محمد بن حسن، کتاب سیر الأوزاعی، احکام التدبیر اور کتاب المکاتب شامل ہیں۔ یہ وہ مشمولات ہیں جو اہم اور مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان ابواب کے مابین متعدد ذیلی مسائل اور مباحث شامل کئے گئے ہیں[36]۔ ان ذیلی کتابوں، ابواب اور مباحث کے بارے میں علامہ ابن حجرؒ بھی فرماتے ہیں کہ اگر ان متنوع مباحث کو مستقل حیثیت سے شمار کیا جائے تو کتاب الام تقریباً 140 کتابوں کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے[37]۔

کتاب الام کے مباحث اور مشمولات کے بارے میں معروف محقق فواد سیزکین کا بیان ہے کہ اس کتاب میں امام شافعیؒ کے نو (9) کتابوں کو یکجا کیا گیا ہیں جو آپؒ کے مشہور شاگرد البویطی نے جمع کی تھی۔ فواد سیزکین نے ان کتابوں کے اسماء بھی فراہم کی ہیں جو ان کی نظر میں کتاب الام میں جمع کئے گئے ہیں۔ اختلاف العراقین، اختلاف علی و عبداللہ بن مسعود[38]، اختلاف مالک والشافعی[39]، جماع العلم[40]، بیان فرائض اللہ[41]، کتاب صفۃ نہی الرسول، کتاب ابطال الاستحسان، کتاب الرد علی محمد بن الحسن الشیبانی اور کتاب سیر الاوزاعی کی کتابیں امام شافعیؒ کی الام میں شامل ہیں[42]۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن کو امام شافعیؒ نے مختلف اوقات میں مرتب کی تھی، ان کو بھی آپ نے کتاب الام میں جمع فرمادیا ہے۔

کتاب "الأم" اور دیگر علوم سے تعلق

کتاب الام کے مباحث اتنے متنوع اور مستقل خصوصیات کے حامل ہیں کہ اہل علم کے یہاں یہ کتاب بذات خود کئی علوم سے تعلق رکھتی دکھائی دیتی ہیں۔ بنیادی طور پر الأم فقہ کی کتاب ہے تاہم فقہ کے مسائل متنوعہ کے علاوہ اس میں جن دیگر علوم پر کافی و شافی ابحاث سموئے گئے ہیں ان کا جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

ا۔ کتاب الام اور احادیث سے تعلق

امام شافعیؒ نے اس میں بے شمار احادیث کو بھی جابجا جگہ دی ہے۔ فقہ اور احادیث کے اس حسین امتزاج کی وجہ سے یہ جہاں فقہ کی کتاب معلوم ہوتی ہے، ساتھ ہی احادیث کی کثرت کی وجہ سے اس پر حدیث کی کتاب کا گمان بھی ہوتا ہے۔ یہی خیال علامہ کتانی نے بھی ظاہر کیا ہے[43]۔ مختلف کتب اور ابواب کے اندر "قال النبی ﷺ" اور "قال رسول

اللہ ﷺ'' کے صیغوں سے مذکور سینکڑوں کی تعداد میں نقل شدہ احادیث، روایات اور آثار کو اگر علیحدہ جمع کرنے کا التزام کیا جائے تو ایک مناسب ضخامت پر مبنی مجموعۂ حدیث تیار ہو جائے گا۔

۲۔ مرویات امام شافعیؒ عن امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ

امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے مابین اگرچہ اختلاف بھی تھا تاہم اختلاف کے باوجود ان آئمہ کرام کے درمیان ادب اور احترام کا تعلق بھی قائم تھا۔ اور جیسا کہ یہ بات معلوم ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمد بن الحسنؒ سے علم اخذ کیا تھا جیسا کہ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام محمدؒ سے اونٹ کے بوجھ جتنا علم حاصل کیا ہے[44]۔ چنانچہ کتاب الام اور احادیث سے تعلق کی ذیل میں جہاں یہ تذکرہ کیا گیا کہ اس میں امام شافعیؒ نے کثیر تعداد میں احادیث نقل کی ہیں۔ ساتھ ہی یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے متعدد احادیث بھی روایت کی ہیں۔ ان روایات کو انہوں نے کتاب الام میں بھی جگہ دی ہے۔ چنانچہ بعض اہل علم نے اس کو جمع کرنے کا التزام بھی کیا ہے[45]۔ مسند امام شافعیؒ جو امام شافعیؒ کی احادیث کا مجموعہ ہے، اس میں بھی اخبرنا محمد بن الحسن کی متن سے متعدد احادیث روایت کی گئی ہیں۔ جبکہ کتاب الام میں تو امام محمد بن الحسن سے مروی احادیث کی تعداد تیس سے زائد بیان کی جاتی ہیں۔[46]

۳۔ کتاب الام اور عربیت وادبیت

امام شافعیؒ کی یہ کتاب عربیت وادب کا شاہکار کتاب ہے۔ عربیت، فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے اس کتاب کو اہل علم کے یہاں کافی پزیرائی ملی ہے۔ بعض اہل علم نے عربی زبان کے طالب علموں کے لئے امام شافعی کی الام کو پڑھانے کو زیادہ مفید قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر علامہ حریری اور صاحب ابن عباد کی کتابوں کی جگہ الام کو شامل درس کیا جائے تو یہ زیادہ مفید ہو گا[47]۔ ماضی قریب بلکہ دور حاضر کے معروف محقق الاستاد العلامۃ المحدث عبد الفتاح ابو غدۃؒ اپنے شاگردوں کو علم کی ابتداء سے قبل امام شافعیؒ کی کتاب الام پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے[48]، اس کی بڑی وجہ شاید یہی تھی کہ امام شافعیؒ کی یہ کتاب جہاں عربیت اور ادبیت میں کمال اہمیت رکھتی تھی اس کے ساتھ ہی الام ادب اور اخلاق کے معاملے میں بھی درس دیتی ہے۔ امام شافعیؒ اپنے مکتب فکر کے مخالفین کے ساتھ بحث ومباحثہ بھی کرتے تھے لیکن بھائی چارہ، اخلاق اور ادب واحترام کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے شاگرد یونس بن عبد الاعلی الصدفیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ ہم سے مسائل میں بحث ومباحثہ کرتے اور پھر ہم جدا ہو جاتے لیکن جب کل دوبارہ ملاقات کرتے تو مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ٹہلتے اور فرماتے تھے کہ اگرچہ ہم مسائل میں متفق نہیں ہیں لیکن ہم بھائی تو ہیں۔[49]

۴۔ کتاب الام اور اصول حدیث

امام شافعیؒ کی یہ کتاب اگرچہ اصول حدیث کی کتاب نہیں ہے تاہم چونکہ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے مجالس کے بھی خوشہ نشین تھے، اس بنا پر امام شافعیؒ نے کتاب الام میں مختلف مقامات پر حدیث سے متعلق علوم یا اصول حدیث سے متعلق

مباحث کو بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ چوتھی جلد میں اختلاف مالک والشافعی کے ذیل میں یہ مباحث ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں[50]۔ اسی طرح کتاب الحدود وصفۃ النفی وغیرہ میں بھی اصول حدیث کے مباحث دیکھے جا سکتے ہیں۔ جہاں منقطع حدیث کا حکم بیان ہوا ہے، کہ یہ حجۃ بن سکتا ہے یا نہیں؟[51]

۵۔ کتاب الام اور اسماء الرجال

علم اسماء الرجال ایک دقیق علم ہے۔ محدثین نے اس میں کافی محنتیں کی ہیں۔ امام شافعیؒ بھی اس سلسلے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ چنانچہ جب ہم کتاب الام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے مباحث اس میں سامنے آتے ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ اسماء الرجال میں دیگر ائمہ سے کم نہ تھے۔ کتاب الام میں یہ مباحث دیگر جگہوں کے علاوہ کتاب الحدود وصفۃ النفی کے تحت موجود ہیں[52]۔ اس مقام پر امام شافعیؒ نے حدیث کے ایک راوی ''ایمن'' کے حالات پر تبصرہ کرکے صغر سنی کی وجہ سے ان کے احادیث کو منقطع قرار دیا ہے، جس سے عطاء نے روایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ ان کی احادیث قابل حجۃ نہیں ہے۔ اور اسی نام کے ایک اور شخص جو امّ ایمن کے بیٹے اور اسامہؓ کے ماں شریک بھائی تھے، جن سے مجاہدؒ کی سند بیان کی جاتی ہے، غزوہ حنین میں شہید ہو چکے تھے اور یہ مجاہدؒ کی پیدائش سے قبل کا واقعہ ہے۔ چنانچہ یہ سند بھی قابل اعتراض ہے۔ اسی طرح دیگر مباحث بھی اسماء الرجال سے متعلق فراہم کی گئی ہیں۔

کتاب ''الأم'' کا منہج

امام شافعیؒ نے کتاب الام کی تصنیف میں کیا طریقہ کار اختیار کیا ہے، اس پر تفصیلی بحث ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

کتاب کا موضوع اور وحدتِ موضوع

امام شافعیؒ کی یہ کتاب فقہی احکام کا خلاصہ ہے۔ آپ کا علمی سفر جو مکہ سے شروع ہوا اور عراق، بغداد سے ہوتا ہوا مصر میں مستقل قیام پر ختم ہوا۔ اس علمی سفر میں امام شافعیؒ نے حجاز میں مالکی اور عراق میں حنفی علماء کے علمی حلقوں سے استفادہ کیا اور جس وقت مصر تشریف لائے تو اس وقت آپ علمی لحاظ سے بلندیوں کو چھو رہے تھے۔ آپ ایک منفرد سوچ کے محدث اور فقیہ کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آچکے تھے۔ احکام کے استنباط اور قواعد اصولیہ پر آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ چنانچہ جب مصر میں آپؒ نے کتاب الام کو لکھنا شروع کیا تو یہ کتاب خالص فقہی احکام شرعیہ اور اسکے فروعات کا دلائل تفصیلیہ سے استنباط اور اس کے طریقہ کار پر لکھا گیا۔ اس لئے موضوع میں ایک وحدت ہے کہ الام میں فقہی احکام کا استنباط اور اس کی تفصیلی کیفیات فراہم کی گئی ہیں۔ اگرچہ ضمناً کچھ اور علوم بھی سمو دیئے گئے ہیں، تاہم مرکزی موضوع کا تعلق فقہ اور شرعی احکام و فروع کا استنباط ہی ہے۔

فقہی ابواب کے لئے عناوین کی فراہمی

اگر اس بات کا دعویٰ کیا جائے کہ کتابوں کے اندر ابواب بندی اور عناوین کی ابتداء مسلمان مصنفین ہی کے

ہاتھوں ہوا تو غلط نہ ہو گا۔ دیکھا جائے تو کتب احادیث میں آئمہ محدثین اور آئمہ فقہاء نے اوائل زمانہ ہی سے اس کا کی ابتداء کر لی تھی۔ امام شافعیؒ کی کتاب الام بھی اسی صفت سے متصف ہے۔ وہ فقہی مسائل کو ابواب اور عناوین میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے مخصوص مسائل کا مجموعہ ایک جگہ مطالعہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ امام شافعیؒ اول بڑا عنوان کتاب کے ساتھ باندھ کر بحث کو شروع کرتے ہیں اور پھر اس کے تحت ابواب بندی اور ذیلی عناوین رکھتے جاتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب الطہارت[53] ایک بنیادی عنوان ہے اور اس کے تحت باب الآنية التى يتوضأ فيها ولا يتوضأ، باب الماء يشك فيه،با فى الاستنجاء، باب السواک وغیر کے ابواب لائے گئے ہیں۔ اس طرح ایک منظم اور مرتب انداز میں فقہی ترتیب کے ساتھ کتاب کو مدون کیا ہے۔

قرآنی آیات کے ذریعے ابواب کی ابتداء اور سنت النبویہ سے استدلال کا اہتمام

امام شافعیؒ ایک محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی تھے۔ چنانچہ اپنے کلام کو دلیل سے اسطرح مزین کرتے ہیں کہ پہلے کتاب اللہ سے دلیل مہیا کرتے ہیں۔ قرآن سے دلیل نہ ہونے کی صورت میں سنت رسول ﷺ سے دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور دلیل کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔[54]۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وہ مسئلہ جس کے ثبوت میں کسی آیت قرآنی کو پیش کیا جا سکتا ہے، امام شافعیؒ کا طریقہ یہ رہا ہے کہ اس مسئلہ پر بحث کی ابتداء اس آیت کو فراہم کر کے کرتے ہیں۔ اور اگر اس باب میں کوئی آیت موجود نہ ہو تو پھر احادیث نبویہ سے استدلال کرتے ہوئے مسئلہ پر تبصرہ کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ طریقہ کار کتاب الام کے تقریباً ہر اس باب میں اختیار کیا گیا ہے جس کے لئے کوئی قرآنی آیت یا حدیث دستیاب ہو۔ مثلاً امام شافعیؒ کتاب الطہارۃ سے کتاب کو شروع کرتے ہیں تو یہاں آپ نے سورۃ المائدہ کی طہارت والی آیت پیش کی ہے[55]۔ اسی طرح طہارت کے بعد صلاۃ کی بحث سورۃ النساء کی فرضیتِ نماز فی الاوقاتِ معینہ والی آیت سے ابتداء کی ہے[56]۔ اس کے بعد جب کتاب الجنائز کی بحث شروع کرتے ہیں تو اس باب سے متعلقہ آیت نہ ہونے کی صورت میں آپؒ نے مالک بن انسؒ کی ایک روایت سے ابتداء کیا ہے[57]۔ اسی طرح اگلا بحث کتاب الزکوۃ کی ہے جس کو شروع کرتے وقت امام شافعیؒ نے قرآنی آیت کی تفسیر پر مبنی روایت پیش کی ہے اور ساتھ میں دیگر آیات بھی جمع کیں ہیں جو فرضیت زکوۃ سے متعلق ہیں[58]۔

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں احادیث مبارکہ سے اس کثرت سے استدلال کیا ہے کہ فقہ کی کتاب ہونے کے باوجود الام پر حدیث کی کتاب کا گمان ہوتا ہے اور جیسا کہ کہا گیا کہ بعض اہل علم نے اس کتاب کو احادیث کی کتابوں میں شمار کر کے فہرست میں جگہ بھی دی ہے[59]۔ امام شافعیؒ کا ایک لقب ناصر السنۃ بھی ہے کہ آپؒ نے ایسے وقت میں حدیث اور خاص طور پر خبر واحد کی حجیت اور دلیل کے طریقہ کو اپنایا تھا جس وقت بعض لوگوں نے حدیث کی حجیت سے انکار کیا یا خبر واحد کو حجت ماننے میں تردد پیش کیا[60]۔

صحابہ کرام کے اقوال اور فتاویٰ سے استدلال

اقوال الصحابہ اور فتاویٰ کو حجت ماننے میں اصولیین اور فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض اس کو حجت مانتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ حجت نہیں ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب کتاب اور سنت سے نص موجود نہ ہو تو اقوال صحابہ کی طرف عدول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں خلفائے راشدین کی تقلید کرنا ہمیں زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے کہ امام کا قول لوگوں میں زیادہ مشہور اور لازم بالعمل ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں بھی یہی طریقہ اپنایا ہے کہ مسائل کی تفہیم اور استدلال میں اقوال و تعامل صحابہ کو پیش کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ کو قول اور تعامل الصحابہ مکمل اعتماد تھا اور وہ مسائل کے استنباط میں اس کو اسی طرح دلیل بناتے تھے جس طرح سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال کیا کرتے تھے[61]۔

اس سلسلے میں کتاب الام سے متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جیسا کہ المرتد عن الاسلام کے بحث میں آئمہ راشدہ کے تعامل سے استدلال کیا گیا ہے[62]۔ اسی طرح قسم الصدقات کے باب میں بالکل آغاز میں ہی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے طریقہ کار کو پیش کرکے دلیل بنایا گیا ہے[63]۔ قتال اهل البغی، کتاب الامان، باب کیف یفرق ما أخذ من الأربعۃ الأخماس الفیئ، کتاب الحدود والکفارات وغیرہ کی ذیل میں اقوال صحابہ کو پیش کرکے دلیل ثابت کیا ہے۔

فقہی احکام اور فتاویٰ میں جمع اور ترجیح کا طریقہ کار

امام شافعیؒ کے یہاں ایک طریقہ استدلال یہ بھی ہے کہ وہ فقہی احکام اور فتاویٰ کی بنا جمع اور ترجیح پر رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ جمع کو نسخ سے مقدم رکھ کر مسائل کا استنباط واحکام کی تشریح کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ امام شافعیؒ کے سامنے کسی فقہی مسئلہ کے جواز کے بارے میں اگر متعدد روایات اور اقوال ہوتے ہیں تو آپ ان میں سے ترجیح کے طریقے پر کسی افضل طریقہ کو اختیار کرکے فیصلہ کرلیتے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے اپنی کتاب الام میں أُحبُّ الیّ کا صیغہ سینکڑوں جگہ استعمال کیا ہے۔ مزید یہ کہ ان کا قول مختار اکثر صحابہ وتابعین کے اقوال کی روشنی میں مختص ہوتا ہے۔

نصوص کے فہم اور توجیہہ کے لئے عربی لغت پر اعتماد

امام شاطبیؒ موافقات میں فرماتے ہیں کہ درجۂ اجتہاد کا حصول دو بنیادی اوصاف پر منحصر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ مقاصد الشریعۃ کا فہم بدرجہ کمال حاصل ہو چکا ہو۔ دوسرا یہ کہ اس فہم کے بعد مقاصد الشریعۃ سے استنباط کا ملکہ بھی حاصل ہو چکا ہو[64]۔ قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور ان کے مدلولات کا فہم عربی زبان میں کمال کے بغیر ممکن نہیں۔ امام شافعیؒ خود فرماتے ہیں کہ چونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اس لئے عربی زبان پر عبور کے بغیر اس کے معانی کی یکسانیت اور تفریق اور جمل کے بغیر ممکن نہیں[65]۔ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں متعدد جگہوں پر قرآنی الفاظ ونصوص کے معانی کے لئے لغت عرب کی طرف رجوع کیا ہے، ان میں سے بطور مثال یہ ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں سورۃ المائدہ میں سمندری حلال جانوروں کا ذکر آیا ہے:

"أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ ۔"[66]

"تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔"

اس آیت میں سمندر کے لئے جو بحر کا لفظ آیا ہے اس کی تشریح کے لئے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بحر اسم جامع ہے اور ہر وہ کثیر اور وسیع پانی کے ذخیرہ کو بحر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح نمکین اور تازہ و شیریں پانی کے بڑے ذخائر بھی بحر کے معانی کو شامل ہیں اور یہی عند العرب معروف ہے۔[67]

عقل اور ظاہر سے استدلال

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہیں کہ قرآن و سنۃ و اجماع میں تمام مسائل فقہیہ سے متعلق نصوص موجود نہیں ہیں۔ اور جو لوگ ہر معاملے میں قرآن و سنت سے استدلال اور نصوص کا تقاضا کرتے ہیں وہ سلف صالحین کے طریقۂ ہدایت سے خارج ہیں۔ جن مسائل و معاملات میں نصوص موجود نہ ہو ان میں امام شافعیؒ کے نزد قرآن، سنۃ اور اجماع کے بعد قیاس کا درجہ ہے بلکہ ان کے نزدیک تامل اور نظر و عقل کا درجہ قیاس سے زیادہ اعم ہے۔ (اگرچہ فقہاء کے نزد قیاس و عقل و نظر ایک ہی مفہوم میں لئے جاتے ہیں)۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص میں اتنی استعداد ہو کہ وہ عقل سلیم کے ذریعے اجتہاد کرے اور اصول کی رعایت کرتے ہوئے کسی معاملے کا حل تلاش کر سکتا ہو تو اس کے لئے قیاس کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں۔[68]

قواعد و ضوابطِ فقہیہ کا استعمال

مسائل و احکام کے استنباط کے لئے قواعد و ضوابط کے استعمال کے لئے قدرت بیان اور مسائل فروعیۃ کا غالب استحضار تامہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ مسائل کے جزئیات اور تفصیلات پر نظر رکھتے ہوئے سیاق و سباق اور عبارۃ و متن کے لحاظ سے درست قواعدِ فقہیہ سے استدلال کیا جائے۔ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں متعدد جگہوں پر مختلف فقہی احکام میں ان قواعد و ضوابط کو بیان کر کے استنباط احکام و استدلال کی تفصیل بیان کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں جو قواعد و ضوابطِ فقہیہ بیان فرمائے ہیں ان میں سے بطور مثال چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ فَكُلُّ الْمَاءِ طَهُورٌ مَا لَمْ تُخَالِطْهُ نَجَاسَةٌ [69] (باب الطہارۃ)

۲۔ الرُّخَصُ لَا يُتَعَدَّى بِهَا مَوَاضِعُهَا [70] (صلاۃ المریض)

۳۔ الثِّيَابُ كُلُّهَا عَلَى الطَّهَارَةِ حَتَّى يَعْلَمَ فِيهَا نَجَاسَةً [71] (باب کیفیۃ لبس الثیاب فی الصلاۃ)

۴۔ أَصْلُ الْبُيُوعِ كُلِّهَا مُبَاحٌ إِذَا كَانَتْ بِرِضَا الْمُتَبَايِعَيْنِ الْجَائِزَيْ الْأَمْرِ فِيمَا تَبَايَعَا [72] (کتاب البیوع)

۵۔ أَنَّ إِصْلَاحَ كُلِّ عَمَلٍ فِيهِ كَمَا يَكُونُ إِصْلَاحُ الصَّلَاةِ فِيهَا [73] (باب الحال التي يكون المرء فيها)

یہ قواعد و ضوابط بطور مثال پیش کئے گئے ہیں۔ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں کئی جگہوں پر ان جیسے کئی اور قواعد و ضوابط کو بھی ذکر کئے ہیں۔

کتاب ''الأم'' میں مختلف فروق فقہیہ کا بیان

مختلف فروق و مسالک کا تعارف حاصل کرنا ایک مسلمان کے لئے بہت اہم اور لازمی ہے۔ ان کی پہچان سے بندہ غلط اور باطل فروق اور ان کے عقائد و نظریات اور ان کے استدلالات سے محفوظ ہوتا ہے۔ فرق باطلہ اور ان کے عقائد پر مختلف اہل علم نے کافی کام کیا ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں محمد بن صالح کرابیسی (م۔322ھ) نے الفروق کے نام سے ایک کتاب مرتب کیا۔ اسی نام سے یعنی الفروق کے نام سے احمد بن محمد بن احمد الجرجانی (م۔482ھ) نے بھی ایک کتاب تصنیف کیا۔ ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی (م۔684ھ) نے انوار البروق فی انواع الفروق کے نام سے ایک اہم اور نافع کام کیا۔ علاوہ ازیں علم فقہ میں اختلاف بین المذاہب والمسالک بھی اہل علم کے یہاں فقہ کی تصانیف میں بیان کی جاتی ہیں۔ اہل سنۃ والجماعۃ کے مشہور مذاہب یعنی فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی، فقہ حنبلی، فقہ ظواہری اور فقہ جعفری اس سلسلے میں اصول و فروع میں باہمی اختلاف کی بنا پر بعض فقہاء کے نزد خاص موضوع رہا ہے۔

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں انہی مختلف مسالک و مذاہب و فروق کو بیان کیا ہے۔ ان مذاہب کے مابین مختلف مسائل میں اختلافات پر تبصرہ اور ان کے آئمہ کے اقوال پر تبصرہ کتاب الام میں عبادات کی ذیل میں ولوغ الکلب و خنزیر میں، تیمم کے مسائل میں، نوافل نمازوں کو توڑنے کے بعد اعادہ کے مسائل کی ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح معاملات کی ذیل میں مرتدین اور ان کے اموال کے مسائل میں، رہن کے مسائل میں، بغاوت اور اہل بغاوت کے ساتھ قتال کے مسائل میں، نکاح کے باب میں ولایۃ کے احکام میں اور اسی طرح طلاق کے بعض مسائل کی ذیل میں مختلف آئمہ فقہاء کے اقوال و دلائل کو ذکر کیا ہے۔ ان مختلف فقہاء کے دلائل کے جوابات بھی امام شافعیؒ نے دیئے اور اپنے دلائل کی تصویب پر زور دیا ہے۔

بعد کے لٹریچر پر کتاب ''الأم'' کے اثرات

کتاب الام نے مابعد کے دینی ادب پر کیا اثرات مرتب کئے۔ اس بحث کو ہم شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے تذکرہ سے شروع کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے اپنے استاد شیخ ابو طاہر المدنی سے امام شافعیؒ کی کتاب الام اول سے آخر تک سبقاً پڑھا تھا۔ شاہ ولی اللہؒ اگرچہ خالص حنفی عالم، محدث، مجتہد اور فقیہ تھے، تاہم وہ امام شافعیؒ کی اس کتاب سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ وہ خود فرماتے تھے کہ امام شافعیؒ کی کتاب الام کے مطالعے سے ہی مجھ میں اجتہادی صفات اور صلاحیت پیدا ہوئی ہے۔

"چون عالم این امور را احاطہ کرد و از اول احکام تا آخر آن بنظر مجتہدانہ شرح فرمود مجتہد مطلق شد در دین ، و فتوی او صحیح شد ، وتقلید ازوی برخاست۔ اگرچہ درین صناعت اعتماد برکسی داشتہ باشد وبشاگردی کسی یا تتبع کتاب او حاصل نمودہ باشد۔ و فقیر را این معنی بہ تتبع اُمّ کہ مصنف شافعی ست دردل بحرکت آمد۔[74] "

"اگر کوئی عالم ان امور (مذکورہ) کا اول تا آخر احاطہ کریں اور ان پر مجتہدانہ نظر ڈالے تو وہ دین میں مجتہد مطلق بن جاتا ہے۔اور اس کا فتوی صحیح سمت اختیار کرلیتا ہے اور وہ تقلید کی بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔اگرچہ یہ ملکہ کسی بااعتماد شخص کی شاگردی یا کسی کتاب کا درست تتبع سے ہی حاصل ہوتا ہے۔اور فقیر کو یہ صفت امام شافعیؒ کی کتاب الامّ کے تتبع سے حاصل ہوا۔"

شاہ ولی اللہؒ کو کتاب الام اور امام شافعیؒ کے اصولِ استنباط پر اس قدر اعتماد تھا کہ مسائل کے استنباط میں شاہ ولی اللہؒ ہمیشہ امام شافعی کے اصول و قواعد کی طرف بھی رجوع فرماتے تھے[75]۔

اہل علم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جملہ فقہی مسالک میں جس قدر مجتہدین اور فقیہ شافعی مسلک میں پیدا ہوئے، شاید ہی کسی مقابل دوسرے مسلک نے تیار کئے ہو۔شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ مجتہدین مطلق، مجتہدین فی المذہب، اصولیین و متکلمین، مفسرین، شارحین حدیث اور سند و روایت کے لحاظ سے مضبوط رجال کو سب سے زیادہ شافعی مسلک نے ہی پیدا کئے ہیں[76]۔خود حنفی مکتب فکر کے حامل سلسلہ ہائے مدارس یعنی وفاق المدارس العربیہ اور تنظیم المدارس کے تحت قائم مدارس میں پڑھائے جانے والے اکثر کتب کے مصنفین شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

کتاب الام اور محدث کبیر شاہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے

شیخ ابوالفتاح ابو غدّہ نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کتاب الام اور امام شافعیؒ کی ذکاوت و فطانت کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب بھی امام شافعیؒ کی کتاب الام کو پڑھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ واقعی امام شافعیؒ اس امت کے ذہین اور فطین شخصیات میں سے تھے۔میرے سامنے ایسی کوئی کتاب نہیں آئی جس کی میں تلخیص و خلاصہ نہ کر سکتا ہوں لیکن امام شافعیؒ کی اس کتاب الام کی تلخیص کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔[77]

فقہ شافعی اور شافعی المسلک فقہاء کی تقریباً تمام فقہی کتب کی بنیاد تو ہے ہی کتاب الام پر، تاہم مسلک شافعی کے علاوہ بھی دیگر مسالک کے فقہی کتب میں کتاب الام سے استفادہ اور اس کے حوالہ جات جابجا ملتے ہیں۔چنانچہ اس سلسلے میں خود حنفی فقہاء کے یہاں بھی ان کی کتب میں کتاب الام کا تذکرہ ملتا ہے[78]۔شاہ ولی اللہؒ کا کتاب الام سے کتنا شغف تھا، اس بارے میں تذکرہ کیا جا چکا ہے، انہوں نے اپنی فقہ کی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں کتاب الام کا باقاعدہ عنوان باندھ کر امام شافعی کی کتاب الام میں مرسل، منقطع کی بحث پر تبصرہ کیا ہے[79]۔

کتاب ''الأم'' کے دیگر زبانوں میں تراجم

کتاب الام کو دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔خاص طور پر انڈونیشیا اور ملائیشیا کے اندر کتاب الام کو اہل علم نے انڈونیشیائی اور مالی زبانوں میں ترجمہ کر کے اہل وطن کے لئے کتب کے ذخیرہ میں ایک اہم، نادر اور وقیع اضافہ کیا ہے۔دیگر زبانوں میں بھی کتاب الام کے تراجم کی کوششیں جاری ہیں۔تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ اس کتاب کی اہمیت اور ان کے دیگر زبانوں میں تراجم سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ جس طرح ماضی میں امام شافعیؒ کی کتاب الام کی وقعت و عظمت قائم تھی،اسی طرح آج کے زمانہ میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ موجودہ زمانہ گلوبلائزیشن کا زمانہ ہے کہ ہر قوم دیگر اقوام کے ساتھ بین الاقوامی قوانین اور بعض اوقات بین الاقوامی جنگی قوانین پر باہمی عمل درآمد میں مجبور ہوتے ہیں۔اور کتاب الام اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ یہ بین الاقوامی قوانین اور جنگی قوانین دونوں میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 فلسطین کا ایک اہم تجارتی شہر جو ساحل سمندر کے قریب مصر کو جانے والی شاہراہ پر واقع ہے۔ قدیم مصریوں، رومیوں، بازنطینی، منگولی، صلیبی اور اسلامی تسلط کے زیر سایہ رہتے ہوئے اس شہر کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ عرب اسرائیل مختصر جنگ کے بعد 1993 میں غزہ شہر اسرائیل کے قبضہ میں آیا اور اب تک ان کے قبضہ میں ہے۔ (اُردو دائرۃ معارف اسلامیہ، جلد 2/14، ص: 531، دانش گاہ پنجاب، لاہور، 1982ء)

Urdu daira maarif islamiya, 14/2, 531, Danishgah Punjab, Lahor, 1982

2 فلسطین کے جنوبی ساحل پر ایک شہر ہے جس کا ذکر تورات میں بھی آیا ہے۔ قدیم زمانہ میں اس کی شہرت مختلف تہذیبوں کا گھڑ اور کھیلوں کے مرکز کے طور پر تھا۔ علامہ یاقوت حموی ''معجم البلدان'' میں لکھتے ہیں کہ یہاں صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت آکر فروکش ہوئی اور ایک خلقِ کثیر نے یہاں درسِ حدیث دیا۔ عسقلان 548ھ تک بڑا بارونق شہر تھا، پھر صلیبی جنگوں کی نذر ہو کر تباہ و برباد ہو گیا۔ (اُردو دائرۃ معارف اسلامیہ، جلد 13، ص: 339)

Urdu daira maarif islamiya, 13/339

3 یاقوت حموی، شہاب الدین (م۔626ھ)، معجم الادباء، جز6، ص: 2393، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1414ھ

Yaqoot Hamavi, Shahabuddin(626AH),maajam al adabaa, 6/2393, darul Gharb islami, 1414AH

4 ابو جعفر المنصور خلافت عباسیہ کا دوسرا حکمران خلیفہ تھا۔

5 ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد (م۔808ھ)، تاریخ ابن خلدون، جز3، ص: 218 ومابعد، دار الفکر، بیروت، 1408ھ

Ibni Khaldun, Abdurrahman bin Muhammad, Tarikh ibni Khaldun, 3/218, darul Fikr, 1408AH

6 ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی (م۔852ھ)، توالی التاسیس، ص: 52، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1406ھ

Ibni Hajr, Ahmad bin Ali alasqalani, tawali attasees, P.52, darul kutub ul ilmiyya, baroot, 1406AH

7 توالی التاسیس، مذکور، ص: 115

Tawali attasees, Ibid, P.115

8 نجران یمن کا ایک مشہور شہر ہے۔ اس کا نام بنو قحطان کے شخص کے نام سے مشہور ہوا، جس کا نسب نامہ نجران بن زید بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا (بلاذری، احمد بن یحییٰ (م۔279ھ)، فتوح البلدان، جز1، ص: 74، دار و مکتبۃ الھلال، بیروت، 1988ء) آج کل نجران شہر سعودی عرب کے حدود میں باقاعدہ ایک صوبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام سے قبل یہاں یہودی اور عیسائی آباد تھے۔ اسلام سے کچھ مدت قبل یہاں کے بادشاہ یوسف ذونواس نے یہودیت اختیار کی اور یہاں کے عیسائی باشندوں کو بزور و قوت یہودیت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ دعوت و عزیمت کے اس کشمکش میں واقعہ احدود رونما ہوا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

9 ایضاً، ص:56

Ibid, P. 56

10 یمن عرب کا ایک ملک ہے جس کے شمالی جانب سعودی عرب، مشرق کی طرف عمان، جنوبی طرف عدن کا خلیج اور مغربی طرف میں بحیرہ احمر واقع ہے۔ یمن کسی زمانہ میں زراعت اور باغبانی کے لئے مشہور تھا۔ قرآن میں بھی اس خطے سے جڑے کئی واقعات ذکر کئے گئے ہیں جیسا کہ ملکہ سبا اور سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ، قوم سبا اور سد مآرب کا واقعہ وغیرہ۔

11 رقہ شمالی شام کا ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جو حلب سے 160 کلو میٹر دور دریائے فرات پر آباد ہے۔ اسے ہارون الرشید نے گرمائی دارالحکومت بنایا جس کی وجہ سے اسے مدینۃ الرشید کہا جاتا ہے تاتاریوں نے اسے تیرہویں صدی میں برباد کر دیا تھا۔

12 ابن الندیم، محمد بن اسحاق (م۔385ھ)، الفہرست لابن الندیم، ص:296، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، سطن

Ibni Nadeem, Muhammad ibni Ishaq, alfihrast le ibni nadeem, p.296, darul marifa, baroot, labenon

13 عراق ایشیا کا ایک اہم عرب اور مسلمان ملک ہے۔ تیل کے ذخائر میں دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔ اس کے جنوب میں کویت اور سعودی عرب، مغرب میں اردن، شمال مغرب میں شام، شمال میں ترکی اور مشرق میں ایران (کردستان علاقہ) ہے۔ اس کا دارالحکومت بغداد ہے جو اس کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس کے علاوہ نجف، کوفہ، بصرہ، کربلا، سامرا، موصل اور کرکوک اس کے مشہور شہر ہیں۔ دریائے دجلہ اور فرات اس کے مشہور دریا ہیں۔ ان کے درمیان میں کی وادی انتہائی زرخیز ہے اور اس میں سات سے نو ہزار سال سے بھی پرانے آثار ملتے ہیں۔ سمیری، اکادی، اسیریا اور بابل کی تہذیبیں اسی علاقے میں پروان چڑھیں اور فنا ہوئیں۔

14 الکوثری، زاھد بن الحسن، بلوغ الامانی فی سیرۃ محمد بن الحسن الشیبانی، ص:62، المکتبۃ الازھریۃ للتراث، مصر، سطن

Alkawsari, zahid bin al hasan, baloghul amani fi seera Muhammad bin Hasan alshaibani, p.62, almaktaba alaazhariya litturath, Misr

15 توالی التاسیس، مذکور، ص: 244

Tawali attasees, Ibid, P.244

16 عرب جمہوریہ مصر براعظم افریقا کے شمال مغرب اور براعظم ایشیا کے سنائی جزیرہ نما میں واقع ایک ملک ہے۔ مصر کی سرحدوں کو دیکھا جائے تو شمال مشرق میں غزہ پٹی اور اسرائیل، مشرق میں خلیج عقبہ اور بحیرہ احمر، جنوب میں سوڈان، مغرب میں لیبیا اور شمال میں بحیرہ روم ہیں۔

17 الکندی، محمد بن یوسف (م۔355ھ)، کتاب الولاۃ و کتاب القضاۃ، جز1، ص:154، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1424ھ

18 E. Chaumont, "al-Shafi'i" in Encyclopedia of Islam, Vol-9, P. 183, Leiden: Brill, 1997

توالی التاسیس، مذکور، ص:150

Tawali attasees, Ibid, P.150

19 توالی التاسیس، مذکور، ص:153و177

Tawali attasees, Ibid, P.153, 177

20 ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ(م۔463ھ)، الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء، جز1، ص: 101، دار الکتب العلمیہ، بیروت، سطن

Ibni abdul barr, yousaf bin Abdullah, alintifa fi fazayil us salasa, 1/101, darul kutub alilmiyya, baroot

21 شاہ ولی اللہ مجدد الف ثانی کے انتقال کے بعد 1703کو دہلی میں پیدا ہوئے۔اس زمانہ میں مسلمانوں کی نہ صرف سیاسی حالت خراب تھی بلکہ وہ اخلاقی حیثیت سے بھی زوال کی طرف جارہے تھے۔۔شاہ ولی اللہ نے اپنی تصنیف وتالیف اور اصلاح کا کام اسی نازک زمانے میں شروع کیا۔ان کی کوشش تھی کہ ایک طرف مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو اور وہ پھر سے ایک مضبوط سلطنت قائم کریں۔

22 محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ(م۔)، حجۃ اللہ البالغہ اُردو، ص:247، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، سطن

Muhaddith dahlavi, shah waliullah, Hujjatul baligha urdu, p.247, maktaba rahmaniya, lahore

23 سوہدروی، کامران اعظم، حیات امام شافعی، ص:85، بک کارنر شوروم، جہلم، 2012ء

Sohdarvi, Kamran azam, Hayat imam shafi, p.85, book cornor showroom, jihlam, 2012

24 حیات امام شافعی، مذکور، ص:86

Hayat imam shafi, p.86

25 آپ کا اصل نام ابویعقوب یوسف بن یحیی البویطی ہے۔مصر میں جن لوگوں نے امام شافعیؒ سے فیض حاصل کیا ان میں ایک آپ بھی تھے۔عمر رسیدہ ہونے کے باوجود علم کے شوق میں امام شافعیؒ کے درس میں شریک رہتے، اما شافعیؒ کے حلقہ وابستگان میں اہمیت کے حامل تھے۔فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ باریک بین بھی تھے۔فتنہ خلق قرآن کے سلسلے میں انہیں بھی بے جا اور ناحق طور پر مورد الزام ٹھہرایا اور قید کیا گیا۔قید ہی میں آپ نے 231ھ میں وفات پائی۔(عبدالبر، یوسف بن عبداللہ(م۔463ھ)، الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء، جز1، ص: 109، دار الکتب العلمیہ، بیروت، سطن)

Ibni abdul barr, yousaf bin Abdullah, alintifa fi fazayil us salasa, 1/108, darul kutub alilmiyya, baroot

26 مبارک، ڈاکٹر زکی، اصلاح اُشنع خطافی تاریخ التشریع الاسلامی کتاب الام، ص:8، مطبع حجازی، 1352ھ

Mubarak, Dr. zaki, islah ashna'a khata'a fi tarikh al tashrie al islami, kitabul umm, p.8, matba hijazi, 1352

27 الغزالی، محمد بن محمد(م۔505ھ)، احیاء علوم الدین، جز2، ص:188، دار المعرفۃ، بیروت، سطن

Alghazali, Muhammad bin Muhammad, ahya ul uloomoddin, 2/188, darul marifa, baroot

28 ابو طالب مکی، محمد بن علی (م۔386ھ)، قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب، جز2، ص:381، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2005ء

Abu talib makki, Muhammad bin ali, qowatul quloob fi maamilat almahboob, 2/381, daraul kutub alilmiyya, baroot, 2005

29 الشافعی، محمد بن ادریس (م۔204ھ)، الرسالۃ/ تحقیق احمد شاکر، المقدمہ، ص:9، مکتبہ الحلبی، مصر، 1358ھ

Alshafi, Muhammad bin idrees, arrisala, tahqeeq ahmad shakir, almuqaddima, p.9, maktaba alhalbi, misr, 1358

30 ابو زہرۃ، محمد، الشافعی حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقھہ، ص:160، 163، الطبع والنشر دار الفکر العربی، 1367ھ

Abu zuhra, Muhammad, alshafi hayatho wa asroho w fiqhohu, p.160, altaba wannashr, darul fikr alarabi, 1367

31 امام غزالیؒ کا پورا نام محمد بن محمد بن محمد بن احمد الغزالی ہے اور کنیت ابو حامد ہے۔ غزالی کے نام سے مشہور ہے۔ دن 450ھ کو طوس کے قصبہ غزال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے علمی حصول اور تعلیمی شغال کا زمانہ نظام الملک طوسی کا زمانہ تھا۔ یہ زمانہ امام غزالی کے عروج اور تصنیف وتالیف کا زمانہ تھا، چنانچہ مدرسہ نظامیہ کے مدرس اعلی ابو اسحاق شیرازی کی وفات کے بعد نظام الملک طوسی نے امام غزالی کو ہی یہ ذمہ داری سونپی۔ آپ کی تصانیف بیش بہا ہیں، تاہم ان میں احیاء العلوم، الاربعین، تلبیس ابلیس، تہافۃ الفلاسفۃ، مقاشفۃ القلوب، المنقذ من الضلال اور اصول فقہ میں مستصفی وغیرہ معروف و مشہور ہیں۔ 505ھ میں طاہران میں وفات پائی۔(انطاق المفهوم ترجمہ احیاء العلوم، فیض احمد اویسی، جلد 1، ص:32 ومابعد، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، 1997ء)

Intaqul mafhoom tarjuma ahyaul uloom faiz ahmad uwaisi, 1/32, shabir brothers, urdu bazar Lahore, 1997

32 الشافعی، محمد بن ادریس (م۔204ھ)، الرسالۃ، جز1، ص:6، مکتبہ الحلبی، مصر، 1358ھ

Alshafi, Muhammad bin idrees, arrisala, , p.6, maktaba alhalbi, misr, 1358

33 القطان، مناع بن خلیل (م۔1420ھ)، تاریخ التشریع الاسلامی، جز1، ص:367، مکتبۃ وھبہ، 1422ھ

Alqattan, mana'a Khalil, tareekh altashrie alislami, 1/367, maktaba wahba, 1422AH

34 کتاب الام، مذکور، جز7، ص:287

Kitab al umm, ibid, 7/287

35 کتاب الام، مذکور، جز7، ص:323

Kitab al umm, ibid, 7/323

36 امام شافعی، محمد بن ادریس (م۔204ھ)، کتاب الام، دار المعرفۃ، بیروت، 1410ھ

Imam alshafi, Muhammad bin idrees, kitab al umm, darulmarifa, baroot, 1410

37 توالی التاسیس، مذکور، ص:55

Tawali alttasees, p.55

38 کتاب الام، مذکور، جز1، ص:157 ومابعد میں اس کے مشمولات دیکھے جاسکتے ہیں۔

Kitab al umm, ibid, 1/157 wa ma baad

39 ایضاً

ibid

40 کتاب الام، جز7، ص:287 اس کے علاوہ کتاب الام میں اس کے مشمولات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

Kitab al umm, 7/287

41 ایضاً، جز7، ص:301

Ibid, 7/301

42 سیزکین، فواد، تاریخ التراث العربی، جز3، ص:186، وزارۃ التعلیم العالی، سعودی عربیہ، 1411ھ

Saizkeen, fawad, tariekh altturath alarabi, 3/186, wizarat ul taleem alaali, Saudi Arabia, 1411AH

43 الکتانی، محمد بن جعفر(م۔1345ھ)، الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشھور کتب السنۃ المشرفۃ، ص: 42، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، 1414ھ

Alkattani, Muhammad bin jaafar, alrisala almustatrifa libayan mashahoor kutub al sunnah, p. 42, darul bashayir alislamiyya, bairoot, 1414AH

44 ابن ابی حاتم، ابو محمد عبدالرحمن الرازی(م۔327ھ)، آداب الشافعی و مناقبہ، جز1، ص: 26، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1424ھ

Ibni abi hatim, abu Muhammad abdurr rahman arrazi, Adab ulshafi wa manaqibho, 1/26, darul kutub alilmiyya, bairoot, 1424AH

الآبری، ابوالحسین محمد بن الحسین(م۔363ھ)، مناقب الامام الشافعیؒ، جز1، ص:76، الدارالأثریۃ، 1430ھ

Alaabiri, abul hussain Muhammad bin hussain, manaqib alimam alshafi, 1/76, addarul asariyya, 1430AH

45 الدرویش، ڈاکٹر ماجد، مرویات امام شافعی عن محمد بن الحسن الشیبانی، ص:5

Addarwaish, Dr. majid, marwiyat imam shafi un Muhammad bin al Hassan alshaibani, p.5

46 ایضاً، ص:6

Ibid, p.6

47 ندوی، ابوالحسن علی(م۔)، المسلمون فی الہند، ص:6، مکتبۃ دار الفتح، دمشق، سطن

Nadvi, abul Hassan ali, almuslimoon fil hind, p. 6, maktaba darul fatah, damishq, satan

48 الدرویش، ڈاکٹر ماجد ، مرویات الامام الشافعیؒ عن الامام محمد بن الحسن الشیبانی فی کتاب الام، ص:4

Addarwaish, Dr. majid, marwiyat imam shafi un Muhammad bin al Hassan alshaibani, p.4

49 الذھبی، ابو عبداللہ شمس الدین(م۔748ھ)، سیر أعلام النبلاء، جز8، ص:240، دار الحدیث، قاہرہ، 1427ھ

Azahabi, abu Abdullah shamsuddin, siyar aalam alnubala, 8/240, darul hadith, qahira, 1427AH

50 کتاب الام، مذکور، جز4، ص:67

Kitab al umm, ibid, 4/67

51 ایضاً، جز6، ص:140

Ibid, 6/140

52 کتاب الام، مذکور، جز6، ص:140

Kitab al umm, 6/140

53 ایضاً، جز1، ص:16

Ibid, 1/16

54 تاریخ التشریع الاسلامی، مذکور، جز1، ص:368

Tareekh attashreeul islami, 1/368

55 کتاب الام، مذکور، جز1، ص:16

Kitab al umm, 1/16

56 ایضاً، جز1، ص:86

Ibid, 1/86

57 ایضاً، جز1، ص:301

Ibid, 1/301

58 ایضاً، جز1، ص:330

Ibid, 1/330

59 الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفۃ، مذکورہ، ص:42

Arrisala almustatrifa libayan mashahoor kutub alsunnah, ibid, p.42

60 مدخل لعلوم الشرعیہ، ص:57

Madkhal li uloom alshareeyya, p.57

61 بلتاجی، محمد ڈاکٹر، مناہج التشریع الاسلامی فی القرن الثانی الھجری، ص:529، دار السلام للطباعۃ والنشر والتوزیع، مصر، 1428ھ

Balta jee, Muhammad Dr. manahij altashree alislami fil qarn alssani alhijari, p.529, darul salam littabaa'a wannashr wattawzee, misr, 1428AH

62 کتاب الام، مذکور، جز1، ص:297

Kitab al umm, ibid, 1/297

63 ایضاً، جز2، ص:89

Ibid, 2/89

64 شاطبیؒ، ابراھیم بن موسیٰ (م-790ھ)، الموافقات، جز5، ص:41، دار ابن عفان، 1417ھ

Shatibi, Ibrahim bin musa, almowafiqat, 5/41, dar ibni affan, 1417AH

65 الشافعی، محمد بن ادریس (م-204ھ)، الرسالہ، جز1، ص:47، مکتبہ الحلبی، مصر، 1358ھ

Alshaffi, Muhammad bin idrees, arrisala, 1/47, maktaba alhalbi, misr, 1358AH

66 سورۃ المائدہ 5 : 96

Surah almaida 5 : 96

67 کتاب الام، مذکور، جز2، ص:199

Kitab al umm, ibid, 2/199

68 کتاب الام، مذکور، جز7، ص:317

Kitab al umm, ibid, 7/317

69 کتاب الام، جز1، ص:16

Kitab al umm, ibid, 1/16

70 ایضاً، ص:99

Ibid, p.99

71 ایضاً، جز1، ص:109

Ibid, 1/101

72 ایضاً، جز:3، ص:3

Ibid, 3/3

73 کتاب الام، جز:2، ص:208

Kitab al umm, ibid, 2/208

74 شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم (م۔1176ھ)، مصفی و مسوی شرح موطا، ص:19، مطبع فاروقی، دھلی، سطن

Sha wali ullah, ahmad bin abdurrahim, musaffa w musawwa sharah mawtta, p.19, matba farooqi, delhi, satan

75 حیات امام شافعیؒ، مذکور، ص:85

Hayat imam shafi, ibid, p.85

76 شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم (م۔1176ھ)، الانصاف فی بیان الاختلاف، ص:85، دار النفائس، بیروت، 1406ھ

Sha wali ullah, ahmad bin abdurrahim, alinsaf fi bayan alikhtilaf, p.85, darul nafayis, bairoot, 1406AH

77 تراجم ستۃ من فقہاء العالم الاسلامی فی القرن الرابع عشر وآثارھم الفقہیۃ، ص:38

Tarajum sittah min fuqaha alalam alislami fil qarn alrabi ashara w aasarhum al fiqhiyya p.38

78 السرخسی، محمد بن احمد (م۔483ھ)، المبسوط، جز:2، ص:172، دار المعرفۃ، بیروت، 1414ھ

Alsarakhsi, Muhammad bin ahmad, almabsoot, 2/172, darul marifa, bairoot, 1414AH

79 شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم (م۔1176ھ)، حجۃ اللہ البالغہ، جز:1، ص:252، دار الجیل، بیروت، 1426ھ

Sha wali ullah, ahmad bin abdurrahim, hujjatul baliaa, 1/252, darul jabal, bairoot, 1426AH